پیام اقبال Bahria Research Journal on Iqbal Studies (BRJIS)
2(1), 36-49, 2023

نظامِ تعلیم کی بنیادی خصوصیات فکر اقبالؒ کی روشنی میں (تحقیقی جائزہ)

The Basic Qualities of Education System in the Light of Iqbal's Thought

Bahar Ahmad
Wisdom House School System Swat
caehctl@gmail.com

Salma Anjum
Shaheed Benazir Women University Peshawar
drsalma46@gmail.com

Nazia Bibi
Shaheed Benazir Women University Peshawar
nazia9191@gmail.com

Allama Muhammad Iqbal was educated in modern educational institutions and as a learner and teacher, the more he studied and observed the Western education system, the more he despised its dehumanizing effects and manifestations and became closer to Qur'an. He concluded from the profound observation and study of contemporary intellectual institutions and Western philosophies that a system fully compatible with divine revelation and prophetic calling and teaching is the guarantee of building human life and permanent success. This paper endeavours to know some basic features of education and education system and renewing thoughts and practices in the light of Iqbal's thought. The methodology employed was in-depth review of literature and study of Iqbal's primary text along with reference to research articles and books on the same subject. In the light of Iqbal's views on education and learning and the education system, we can shape our education system according to the universal principles of the Qur'an. Iqbal is against the formal static religious schools on the one hand and the soulless materialistic system of modern Western institutions on the other hand. According to him, religion and the world, science and Quranic teachings are not separate, but the Quran itself invites the study of the universe and the conquest of the universe. Iqbal advocates the use of human senses in the light of the Qur'an and the revitalization of the entire system on the basis of the Qur'an.

Keywords: Iqbal, Education System, Quran, West, Basic Qualities

کلیدی الفاظ: اقبالؒ، نظام تعلیم، قرآن، مغرب، بنیادی خصوصیات

علامہ محمد اقبالؒ جدید درسگاہوں میں زیر تعلیم رہے اور بحیثیت معلم بھی مختصر عرصہ آپ نے مغربی نظام کا بذات خود مشاہدہ کیا۔ جتنا آپ نے مغرب اور مغربی نظام تعلیم کا مطالعہ اور مشاہدہ کیا آپ اتنے ہی اس کے انسانیت کش اثرات و مظاہر سے متنفر اور قرآن سے قریب تر ہوئے۔ اقبالؒ کی تعلیمات دراصل قرآن و سنت کی تعلیمات ہیں۔ اقبالؒ وہ عظیم مفکر ہیں جس نے دین اسلام کو بطور مکمل نظام زندگی ہر شعبہ زندگی میں نافذ کرنے پر زور دیا۔ آپ نے ان مذہبی پیشواوں پر بھی کھل کر تنقید کی جو اسلام کو صرف عبادات تک محدود سمجھتے ہیں ۔

مُلّا کو جو ہے ہِند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد!1

آپ تمام شعبہ ہائے زندگی خاص کر سیاست، معیشت، عدالت الغرض نظام حکومت کے تمام شعبوں کو اسلام کے سانچے میں ڈالنے کے داعی ہیں جن میں نظام تعلیم کی اصلاح (Islamization of education) اقبال کے افکار کی روشنی میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ اس تحقیقی

کام کا بنیادی مقصد اقبال کے تصور توحید کی روشنی میں اسلامی نظام تعلیم کی بنیادی خصوصیات سے آگاہی ہے تا کہ مصور پاکستان کے تصورات تعلیم کی روشنی میں ہم اپنے تعلیمی نظام اور نسل نو کی اصلاح صحیح معنوں میں کر سکیں۔ یہ تحقیقی کام نہ صرف قانون اور پالیسی ساز اداروں بلکہ تعلیم و تربیت کے شعبے سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کے لیے مفید ہو گا۔ اس تحقیق کا منہج وصفی ہے اور بنیادی اور ثانوی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نظام تعلیم کی اصلاح سے دلچسپی رکھنے والے نئے محققین اس پر مزید کام کریں گے اور اس کے مختلف پہلوؤں پر بھی اپنی تحقیق جاری رکھ سکتے ہیں، کیونکہ اس مختصر مقالے میں تمام پہلوؤں کا مکمل احاطہ ممکن نہیں۔

نظام تعلیم کی تشکیل میں فکر اقبالؒ کی اہمیت

اقبالؒ اگرچہ رسمی معنوں میں ماہر تعلیم یا استاد نہیں کہلائے مگر ایک ایسے عظیم فلاسفر اور مفکر ہیں کہ جن کی فکر اور نظریے کی روشنی میں ایک اسلامی نظریاتی مملکت دنیا کے نقشے پر وجود میں آئی۔ اس عظیم مفکر کے کسی بھی معاملے میں دلچسپی، فکر مندی اور خیالات بہت زیادہ اہمیت کے حامل اور تحقیق کے متقاضی ہیں تا کہ اسلامی مملکت اور مملکت کے اندر جس نظام زندگی اور خاص کر نظام تعلیم کا جو خواب آپؒ نے دیکھا تھا اس میں حقیقی معنوں میں وہ رنگ بھرا جا سکے جس کے وہ متمنی تھے۔

اقبالؒ اور نظام تعلیم

آپؒ نے تعلیم و تربیت کے موضوع کو بھرپور اہمیت دی. آپ نے اپنی کتاب "ضرب کلیم" میں "تعلیم و تربیت" کے موضوع پر ایک مستقل عنوان قائم فرمایا، اس کے علاوہ بھی اقبالؒ کے اشعار تعلیم و تربیت کے موضوع پر بکثرت ملتے ہیں، جن میں نظام تعلیم اور حاصلات تعلیم کی طرف واضح اور دوٹوک اشارات ملتے ہیں۔ آپ کی زندگی کے آخری ایام میں جنوبی پنجاب میں ایک دینی، تعلیمی و تحقیقی ادارے دارالسلام کے قیام کے سلسلے میں نوجوان مذہبی سکالر اور ترجمان القرآن کے ایڈیٹر سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ سے ملاقاتوں کے احوال اور خطوط سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پیش نظر تجدید و احیائے دین کے لیے تعلیمی ادارہ کتنی اہمیت رکھتا تھا اور کس بنیادی خدوخال کے تعلیمی و تحقیقی ادارے کے آپ خواہاں تھے2۔

مقصد تعلیم اقبالؒ کی نظر میں

اقبال کے نزدیک علم کا بنیادی مقصد صرف آگاہی اور معلومات کا حصول نہیں بلکہ وہ حقیقی علم ہے جو انسان کے دل اور روح کی اصلاح کر کے اس کے اندر تقویم خودی و حفظِ خودی کا ساماں پیدا کرتے ہوئے اسے توحید، عشق، علم، بلند ہمتی، رواداری، سخت کوشی، پاک دامنی، فقر، درویشی، دور اندیشی اور قناعت جیسی اوصاف حمیدہ کا خوگر ایک مثالی سیرت و کردار کا حامل مرد مومن اور انسان کامل بنا دے۔

آگہی از علم و فن مقصود نیست
غنچہ و گل از چمن مقصود نیست
علم از سامان حفظ زندگی است
علم از اسبابِ تقویم خودی است3

ترجمہ: علم اور فن کا مقصد، محض آگاہی یا معلومات کا حاصل کرنا نہیں ہے اور نہ چمن کو وجود میں لانے کا مقصد پھول اور کلیاں حاصل کرنا ہے۔ علم تو زندگی کی حفاظت کے اسباب میں سے ہے، علم تو خودی کو مستحکم کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔4

اقبالؒ کے پیش نظر تعلیم کا اصل مقصد تعمیر سیرت کے ذریعے انسان کے اندر تسخیر کائنات کی قوت کو مستحکم کرنا ہے اقبالؒ ذات باری تعالی، کائنات اور انسان کو کلی نظام کی حیثیت سے دیکھتے ہیں یعنی کائنات اور انسان کو ذات باری تعالی سے جدا نہیں کیا جاسکتا۔ اقبالؒ کے نزدیک مادی یا محض روحانی تعلیم درست نہیں کیونکہ روح اور مادہ ایک دوسرے کے بغیر ادھورا اور نامکمل ہیں۔ قرآن کی رو سے علم وہ ہے جو تن اور من دونوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھ کر جسمانی اور روحانی تقاضوں کو یکساں اہمیت دے۔ آپؒ تعلیم کے ذریعے انسان کو تسخیر کائنات کے لیے اس طرح تیار کرنا اور اسے ایسے سانچے میں ڈھالنا چاہتے ہیں کہ وہ خود مفید اور صالح شہری بن کر ایک صالح و مفید معاشرے کو وجود میں لانے میں مددگار بنے۔ اس مقصد کے لیے نسل نو کے اندر اپنا نور بصیرت عام کرنے کی شدید آرزو اور تمنا رکھتے ہیں۔

جوانوں کو مری آہِ سحَر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا! آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے5

حضرت علامہ خدائے ذوالجلال کی بارگاہ میں دعاگو ہیں کہ نوجوانانِ ملت کو وہ آہ سحر عطا کر جس سے میں بہرہ ور ہوں۔ ہر چند کہ اپنی فطرت میں یہ بلند پرواز شاہین کی مانند ہیں تاہم ان کا المیہ یہ ہے کہ اپنی بے عملی کے سبب ان میں آگے بڑھنے کی قوت باقی نہیں رہی چنانچہ میری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ تو نے مجھے جو بصیرت کا نور بخشا ہے وہ عام لوگوں خصوصا جوانوں تک پہنچادے6۔ آپؒ کے نزدیک تعلیم کا آخری اور بڑا مقصد خودی کی تقویت اور استحکام ہے جس کے ذریعے ایک مرد مومن دنیا کا زمام کار اپنے ہاتھوں میں لینے اور حق، انصاف اور سچائی کا بول بالا کرنے کی جہد مسلسل کرے۔

سبَق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا7

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اے مسلمان سچائی، انصاف اور شجاعت کو اپنا جو کہ مومن کی میراث ہے کیونکہ دنیا کی امامت اور قیادت کی ذمہ داری تیرے ذمہ ہے، جب تک سچائی، انصاف اور بہادری کے زرین اصولوں کی تعلیم و تربیت سے اپنی زندگی کو مزین نہیں کروگے تب تک دنیا کی قیادت کے اہل نہیں بنوگے۔ ایک اور جگہ اقبال فرماتے ہیں۔

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا 8

ہم نے اپنے اسلاف سے اسلام کے زریں اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی جو میراث پائی تھی ان زریں اصولوں کو ہم نے پاوں تلے روندا تو گویا آسمان کی بلندی سے ہم زمین پر گرادیے گئے اور دنیا نے ہمیں پاوں تلے روندا۔ اس لیے اقبال کی نظر میں تعلیم اور تربیت کے حاصلات (Learning Outcomes) اس صورت میں سامنے آنے چاہییں کہ نئی نسل مسلمانوں کے زرین دور کے ورثے کے صحیح امین بن جائے اور یہ کام نظام تعلیم کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں کیونکہ تعلیمی نظام کی اصلاح کے بغیر پوری نسل کی اصلاح ناممکن ہے اس لیے اسلامی مملکت میں اسلامی

نظام تعلیم کو رائج اور نافذ کرنا ایک قومی ذمہ و ملی ذمہ داری ہے۔ اور اس کام سے پہلو تہی قومی نقصان اور قومی جرم تصور ہونا چاہیے۔ اس لیے اقبالؒ دین و تعلیم کے عنوان سے اپنی نظم کے آخری بند میں فرماتے ہیں۔

فِطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف 9

فرد کوئی خطا کر بیٹھے تو اللہ تعالی معاف بھی کرے گا مگر ملت کے خطاوں پر معافی کوئی نہیں اور سزا ضرور ملے گی۔ اس لیے نظام کے اصلاح کی کوشش فرد، معاشرہ، حکومت اور قوم سب کی ہے اور حقیقت میں یہ ایک قومی ذمہ داری ہے۔

مغربی نظام تعلیم اقبالؒ کی نظر میں

پروفیسر ظفر حجازی لکھتے ہیں کہ علامہ اقبالؒ نے مغربی نظام تعلیم کے تحت انہی عصری اداروں میں بنیادی تعلیم سے لے کر تحقیقی ڈگری تک تعلیم حاصل کی۔ اپنے ملک و دیار غیر کے معروف تعلیمی و تحقیقی اداروں میں مسلمان و غیر مسلم اساتذہ سے تحصیل علم کے بعد اقبالؒ اس نتیجے پر پہنچے کہ مغرب کا مادی، الحادی اور دین سے بیگانہ نظام تعلیم، انسانیت کے عقائد اور اخلاق و مروت کے خلاف ہے10۔

اقبالؒ مغربی نظام تعلیم کا بچشم خود مشاہدہ لے کر اسے انسانیت کش اور انسانی تہذیب کے لیے زہر قاتل قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

تعلیمِ پیرِ فلسفۂ مغربی ہے یہ
ناداں ہیں جن کو ہستیِ غائب کی ہے تلاش
محسوس پر بِنا ہے علومِ جدید کی
اس دَور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش 11

اقبالؒ کے نزدیک مغرب کا دیا ہوا نظام تعلیم ہماری نئی نسل کے دین اور اخلاق کو بگاڑنے کے لیے رائج کیا گیا ہے۔ اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ مغرب کے دیے ہوئے نظام تعلیم نے آج کے مسلمان نوجوان کو اپنے دین اور اخلاق سے بیگانہ کر دیا ہے، کیونکہ جو قوم دوسروں کی ذہنی غلام بن جائے تو محکومی اور مظلومی اس کا مقدر بن جاتی ہے، وجہ یہی ہے کہ مسلمان قوم نے اپنے دین پر فخر کرنا اور بحیثیت مسلمان اپنی خودی سے انصاف کرنا چھوڑ دیا۔

اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مُروّت کے خلاف
اس کی تقدیر میں محکومی و مظلومی ہے
قوم جو کر نہ سکی اپنی خودی سے انصاف12

مغرب والوں نے ایسا نظام تعلیم رائج کیا ہے جو دراصل دین اسلام کے خلاف ایک سازش ہے جو قوم اپنے خودی سے انصاف نہ کرے تو اس کے نصیب میں غلامی اور مظلومی ہی رہے گی۔ برصغیر میں اپنا تعلیمی نظام رائج کرتے ہوئے انگریزوں نے یہ سوچا تھا کہ مسلمان اگر لارڈ میکالے کے

دیئے ہوئے نظام کے تحت عیسائی نہیں ہوئے تو کم از کم مسلمان بھی نہیں رہیں گے۔ اب ایک صدی کا تعلیمی تجربہ ہمیں بتارہاہے کہ ان کی یہ بات سچ تھی، کیونکہ آج کا نوجوان، جو ان عصری اداروں سے فارغ التحصیل ہے اپنے دین اور حسن اخلاق دونوں سے بے بہرہ ہے۔13

مغرب کی تقلید اور اقبالؒ

مغرب کے نزدیک چونکہ مذہب انفرادی معاملہ ہے اور اس کا تعلق اجتماعی نظام یا نظام زندگی سے نہیں اس لیے اقبال مغرب زدہ مسلمان کو دعوت دیتے ہیں کہ اپنی ملت اور تعلیمات کا تقابل اقوام مغرب سے نہ کریں کیوں کہ اقوام مغرب کا دارومدار تو خطہ ارض، زبان ،رنگ اور نسل وخون کی نسبت پر ہے جب کہ اے مسلمان تو اتحاد اور مذہب کی قوت کی وجہ سے مضبوط ہے۔ آنحضرت ﷺ کی امت دنیا کے دوسری قوموں سے یکسر مختلف ہے، اس لیے اے مسلمان! اگر تونے دین کا دامن ترک کر کے مغرب کے لوگوں کی طرح مذہب کو ذاتی اور انفرادی معاملہ بنالیا تو تیری جمیعت کا اتحاد پارہ پارہ اور ملت کا وجود بھی ختم ہو جائے گا۔

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رُسولِ ہاشمی
اُن کی جمعیّت کا ہے مُلک و نسَب پر انحصار
قوّتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیّت تری
دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمعیّت کہاں
اور جمعیّت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی 14

اقبالؒ مسلمانان عالم کو پیغام دیتے ہیں کہ اپنے آپ کو حضرت محمد صل اللہ علیہ وسلم سے منسلک رکھو اور سارے رشتے (رنگ، نسل، زبان اور جغرافیہ وغیرہ) توڑ کر محمدی بن جاو، وہی دین حق ہے اگر اس سے ہٹ کر کچھ ہے تو وہ بولہبی ہے۔

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است 15

ابولہب جس کا رسول خدا ﷺ سے خونی رشتہ ہو کر بھی محمدی نہ بن سکا بلکہ خدا اور رسول کا دشمن ٹھہرا، اس لیے زندگی کے ہر شعبے میں چاہے وہ ظاہر ہو یا باطن قرآن وسنت کے ذریعے نبی کریم کے پیغام، نظریہ اور نظام زندگی کو پیش نظر رکھو اور محمدی بن جاو یہی سب سے بڑی قومیت ہے۔ اس سے ہٹ کر فکر و نظر کی تمام بنیادیں بولہبی اور خدا اور سول کے لیے نا قابل قبول ہیں 16۔

دینی مدارس اور اقبالؒ

حضرت علامہ دینی مدارس کی بے روح، جامد اور زمانہ حال کے تقاضوں سے نا آشنا تعلیمی نظام کو سخت تنقید کی زد میں رکھتے ہیں۔

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غم ناک
نہ زندگی، نہ محبّت، نہ معرفت، نہ نگاہ! 17

افسوسناک بات یہ ہے کہ مادی اور غیر مادی علوم کے تمام ادارے اپنے حقیقی مقصد سے دور ہو گئے ہیں۔ ان میں زندگی کی رمق باقی رہی اور نہ محبت و معرفت ہے۔ حقیقت میں یہ ادارے اپنے حقیقی روح سے محروم ہو چکے ہیں18

وہ علم، کم بصَری جس میں ہمکنار نہیں
تجلیّاتِ کلیم و مشاہداتِ حکیم!19

حضرت علامہؒ کے نزدیک وہ علم نہیں بلکہ جہالت اور معلم و متعلم کی کم علمی کی دلیل ہے جس علم میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی تجلیات اور مسلمان فلسفیوں کے مشاہدات نظر نہ آئیں۔ یعنی آسمانی راہنمائی اور دین اسلام سے منقطع علوم (چاہے وہ فلسفیانہ ہوں یا دینی علوم ہوں) حقیقت شناسی سے دور جہالت کے ذرائع میں ہے یہی وجہ ہے کہ آج کے علوم اپنے انتہا کو پہنچنے کے باوجود روح اور نظر کے ندیم بننے میں کامیاب نہیں۔20

قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام! 17

حضرت علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ اسلامی پیشواؤں کے طور طریقوں کو میں جانتا ہوں۔ ان میں کتابی علم یقیناً ہو گا، لیکن اخلاص موجود نہیں۔ جب اخلاص موجود نہ ہو تو صاحبِ نظر ہونے کا دعویٰ یکسر سخن سازی اور لاف زنی ہے، اور اسے کبھی درست نہ سمجھا جائے گا۔18

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوئے نظر لاف و گزاف 19

علامہ موجودہ دور کے پیشہ ور علمائے دین کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں ان کی زندگی اور کردار کے طور طریقوں کو جانتا ہوں اور یہ پیشہ ور علماء اپنے خلوص اور معاملات کے صحیح ہونے کا بڑا دعوٰی بھی کرتے ہیں۔ مگر حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ان کے عمل اور کردار سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا یہ دعوی فضول اور شیخی کی باتوں کے سوا کچھ نہیں20۔ ڈاکٹر رفیع الدین اقبالؒ کے اس شعر کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ دین میں کتابی علم کافی نہیں بلکہ علم پر عقیدہ و عمل ضروری ہے، یہی اخلاص ہے21۔

نظامِ زندگی کی تجدید فکرِ اقبالؒ کی روشنی میں

حضرت علامہ نے توحید کے تصوّر کی روشنی میں اسلامی ریاست کا سب سے بڑا فرض یہ بتایا تھا:

The essence of Tauhid, as a working idea, is equality, solidarity, is an endeavor to transform these ideal principles into space-time forces, an aspiration to realize them in a definite human organization." 22

ترجمہ: توحید کی اصل روح ایک عملی تصور کی حیثیت میں مساوات اور یکجہتی اور ان مثالی اصولوں کو زمان و مکان کی قوت میں ڈھالنے کی جدوجہد ہے اور اس بات کی تمنا کہ ان کو خاص انسانی نظام کے طور پر اپنایا جائے۔23

حضرت علامہ نے توحید کے تصوّر سے پھوٹنے والے نظام کے حق میں بڑے موثر استدلال کے ساتھ نسلی اور طبقاتی امتیازات کے خاتمے اور اسلامی مساوات کی بات کی۔ اقبالؒ کے نزدیک اسلامی معاشرے میں اشرافیہ کا تصور ہے اور نہ ہی کسی کمین کا۔ شرفِ انسانیت میں سبھی برابر

میں مگر اللہ کے نزدیک رتبہ صرف اس کا بلند ہے اور وہی معزز و برتر ہے جو اپنے خالق سے جڑا رہے، انسانوں میں برتری اور عزت کا واحد معیار خوف خدا، نیکی اور پاکیزگی ہے۔ اقبالؒ توحید اور توحید کی بنیاد پر انسانی مساوات اور اخوت و یکجہتی پر مبنی نظام کی عملاً و تجدید تشکیل چاہتے ہیں۔

نظام تعلیم کی تشکیل فکر اقبال کی روشنی میں

فکر اقبالؒ کی روشنی میں توحید کے دو بنیادی اصول مساوات اور یکجہتی کو بنیاد بنا کر نظام ہائے زندگی اور خاص کر ایک مثالی تعلیمی نظام کی تشکیل ہو سکتی ہے۔ توحید کی اصل روح کے مطابق نظام تعلیم کی تجدید اور تشکیل کے ذریعے سے ہی پورے نظام زندگی کو توحید کے سانچے میں ڈالنے کے لئے صالح افراد کار تیار ہو سکتے ہیں، اس لیے اولین فرصت میں تعلیمی نظام کی تجدید و تشکیل فکر اقبال کی روشنی میں بہت اہمیت رکھتی ہے۔

اسلام کے پیش کردہ نظام زندگی کے تحت نظام تعلیم کی تجدید اور تشکیل کے لئے اہل علم، محققین اور ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ قرآن و سنت کی روشنی میں دور حاضر کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے تصور تعلیم اور اس کے بنیادی تصورات اور خوبیوں کو زیر بحث لائیں، تحقیق ہذا کے مطابق فکر اقبالؒ اور خاص کر اقبال کے تصور توحید کی روشنی میں تعلیمی نظام کی چیدہ چیدہ خوبیاں درجہ ذیل ہیں:-

1. قرآن محور تعلیم و تربیت

ارشاد خداوندی کے مطابق قرآن کا مقصد نزول ہی تدبر (غور و فکر) اور تذکر (نصیحت) حاصل کرنا ہے۔ "کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروایتہ ولیتذکر اولوالباب" 24۔ (ترجمہ: "ہم نے آپ کی طرف ایک مبارک کتاب نازل کی تاکہ وہ اس کی آیات پر غور کریں اور تاکہ عقل والے نصیحت پکڑیں25 "۔ رسول خدا ﷺ نے قرآن کی روشنی عملا ایک بھٹکی ہوئی قوم کی تربیت کر کے دکھایا۔ آپ نے انفس و آفاق پر غور و فکر کے ذریعے خداشناسی اور خود شناسی کی تعلیم دی، جس کے نتیجے میں دنیا کے نقشے پر ایک بہترین معاشرہ وجود میں آیا۔ مگر دور جدید میں تعلیم کا اولین مقصد تربیت نہیں بلکہ اچھے روزگار کا حصول بن گیا ہے، کسی میڈیکل کالج کا اولین مقصد صرف ماہر ڈاکٹر بنانا اور انجینئرنگ کالج کا مقصد صرف انجینئر ہی بنانا ہے۔ جس کا خمیازہ تربیت کے فقدان کی صورت میں ہم ہر شعبہ زندگی میں دیکھ رہے ہیں۔ اس لیے اقبالؒ قرآن کو تاقیامت کتاب زندہ قرار دیتے ہوئے ہر دور میں اس سے راہنمائی لینے پر زور دیتے ہیں۔

آں کتابِ زندہ، قرآنِ حکیم
حکمتِ او لایزال است و قدیم
نسخۂ اسرارِ تکوینِ حیات
بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
حرفِ او را ریب نے، تبدیل نے
آیہ اش شرمندۂ تاویل نے26

ترجمہ: وہ کتابِ زندہ قرآن حکیم میں حکمت کی درج باتیں پرانی مگر ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ قرآن زندگی کے ہونے یا نہ ہونے کے بھیدوں کا نسخہ ہے۔ بے ثبات بھی اس کی وجہ سے ثابت قدم ہو جاتا ہے۔ اس کے حروف میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کوئی تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس کی آیاتِ بینات کی کوئی غلط تاویل نہیں کر سکتا۔27

اقبالؒ قرآن مجید فرقان حمید کے متعلق فرماتے ہیں کہ قرآن کتابِ زندہ ہے جو ہر دور کے لیے تا قیامت انسانیت کی مکمل رہنمائی کے لیے کافی ہے۔ اس میں حکمت کی درج باتیں پرانی ہیں لیکن ہر دور کے لئے اور ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ قرآن پاک زندگی کے بھیدوں کا نسخہ ہے اور حقائق تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ رسمی معنوں میں کتاب بھی نہیں بلکہ کوئی اور چیز ہے۔ دراصل اقبال قرآن کے سچے عاشق اور زندگی کے ہر شعبہ میں قرآن کی حکمرانی کے آرزومند ہیں، اور تا قیامت اس کو خدا کا آخری پیغام اور نصیحت کی کتاب قرار دیتے ہیں۔

نوع انساں را پیامِ آخریں
حاملِ اُو رحمۃ للعالمیں28

ترجمہ: وہ کتاب ہدایت (قرآن پاک) بنی نوع انسان کے لیے آخری پیغام ہے، جس کے حامل رحمت دوجہاں محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں 29۔ قرآن مجید فکر اقبالؒ کی اساس اور محور ہے، ان کی سوچ کا مبدأ قرآن ہے داعی قرآن ہونے کے ناطے اقبالؒ کا خیال ہے کہ مسلمانوں کی ترقی و تنزل اور عروج وزوال سب قرآن ہی سے جڑا ہوا ہے آپ کے نزدیک بنی نوع انسان کی تمام مشکلات کا واحد حل کلام خالق لایزال اور زندگی کے تمام مسائل کی شاہِ کلید قرآن مجید ہے۔ اس لیے انسانیت اور خاص کر مسلمان قرآن میں ہی غوطہ زن ہو کر ہی اپنی سوچ فکر اور کردار میں مثبت تبدیلی اور جدت لا کر دونوں جہانوں میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

قُرآں میں ہو غوطہ زن اے مردِ مسلماں
اللہ کرے تجھ کو عطا جِدّتِ کردار30

2. دینی و دنیوی تعلیم کی تفریق کا خاتمہ

اقبالؒ نے شرح و بسط کے ساتھ قرآنی تعلیمات کی آفاقیت اور ہمہ گیریت کو بیان کیا ہے۔ قرآن کا ایک امتیازی وصف یہ بھی ہے کہ یہ کلام انسان کی اپنی ذات کی حقیقت اور عالم کے خارجی پہلو کے مطالعہ و مشاہدہ پر بہت زور دیتا ہے۔ مادہ پرست لوگ انسان کو صرف مادی عناصر کا مجموعہ قرار دیتے ہیں جبکہ اقبالؒ انسان کو روح اور بدن کا مجموعہ قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انسانی نظر دنیائے رنگ و بو میں الجھی ہوئی ہے اور عقل بھی دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر غیر مادی اور مابعد الطبیعاتی حقائق سے بے خبر ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ اے پریشان حال انسان! صبح سویرے اللہ کا ورد کر یعنی اللہ کی عظمت اور بڑائی کا ورد کر شاید تجھے سکون قلب میسر ہو اور تیری پریشانیاں دور ہوں۔ مطلب دنیا کی رنگینی میں کھونے کے بجائے اس کا مشاہدہ کر اور اللہ کی بڑائی بیان کر۔

نِگہ اُلجھی ہوئی ہے رنگ و بُو میں
خرد کھوئی گئی ہے چار سُو میں
نہ چھوڑ اے دِل فغانِ صُبح گاہی
اماں شاید ملے، 'اللہ ھُو' میں!31

اقبال کے نزدیک دینی و دنیاوی تعلیم کے درمیان گہرا ربط اور تعلق لازم ملزوم ہے۔ صرف دینی یا محض دنیاوی تعلیم الگ الگ صحیح نہیں اور انہیں علٰحدہ رکھ کر ملک و ملت کے حق میں بہتر نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ہے۔ اُن کے نزدیک دین اور سائنس الگ الگ مضامین نہیں بلکہ ایک ہی مضمون کے دو حصے ہیں کیوں کہ قرآن نہ صرف عبادات اور معاملات بلکہ مطالعہ کائنات اور فطرت کے پوشیدہ رازوں سے پردہ اٹھانے کی دعوت

دیتا ہے۔ ان کے نزدیک علوم دینیہ ، خدا، کائنات اور انسان تینوں کے مجموعی تشخص پر مشتمل ہیں جنہیں الگ الگ کرنا نقصان دہ اور قرآن کے روح کے منافی ہے۔ اقبالؒ نے اسی تصور کے زیر اثر ایک ایسے نظامِ تعلیم کا خاکہ پیش کیا ہے جس میں دین، سائنس اور حکمت کو ایک ہی مضمون کی حیثیت سے دیکھا جاسکتا ہے32

3. رسمی وغیر رسمی تعلیم

علامہ کے تعلیمی تصورات میں تعلیم کے اصطلاحی مفہوم سے کہیں زیادہ تعلیم کے عام مفہوم کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اقبالؒ نے زیادہ تر تعلیم کے اس عام مفہوم کو زیر بحث لایا ہے جس کے دائرے میں ہر مرد وزن، چھوٹے اور بزرگ حتی کہ صاحبِ نظر فلسفی یا عالم کے لیے دونوں جہانوں کی کامیابی کا درس موجود ہے۔ اس لیے توحید اور اسلامی مساوات کی بنیاد پر آپ جس ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل چاہتے ہیں۔ اسکی بنیاد پر ہم بجاطور یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک توحید پرست اور اسلام کے مساویانہ وعادلانہ معاشرے کی تشکیل کے لیے نہ صرف رسمی تعلیم بلکہ غیر رسمی تعلیم کی ترویج وترقی از حد ضروری ہے۔

4. لازمی تعلیم

اسلام میں علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے طلب العلم فریضة علی کل مسلم 33(علم حاصل کرنا ہر مسلماں پر فرض ہے32)۔ اتنا پڑھنا اور سمجھنا کہ بنیادی عقائد اور عبادات کے ساتھ جائز اور ناجائز، حلال اور حرام اور اچھے اور برے میں فرق کرسکے سب پر فرض ہے۔ اس لیے تعلیمی نظام کی ایسی تشکیل اقبال کے تصور تعلیم اور ان کے پیش کردہ توحید کے اصولوں کے عین مطابق ہے کہ جس کے اندر معاشرے کا کوئی مرد اور عورت بنیادی تعلیم سے محروم نہ رہے۔

5. مفت تعلیم

اقبال توحید سے پوٹھنے والی اخوت ومساوات کی بُنیاد پر انسانیت کی آزادی کی پرورش اور نگہداشت کے داعی ہیں اس لیے اسلامی اخوت اور مساوات کو یقینی بنانے کے لئے طبقاتی نظام کا خاتمہ اور سب کے لیے مساویانہ مواقع پیدا کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اسلامی ریاست کے لئے لازم ہے کہ انسانی آزادی کی پرورش اور نگہداشت کا فریضہ بلا تخصیص مہیا کرنے کے لیے مفت تعلیم مساوی بنیادوں پر مہیا کرے۔ کیونکہ بلا تخصیص مفت تعلیم کے بغیر معاشرے کے غریب اور کم وسائل والے افراد اور خاندانوں کے لئے معیاری تعلیم کے دروازے بند ہونے سے اسلام کے مساویانہ اور عادلانہ تصور حیات بے معنی نظر آئے گی اور بے شمار ذہین طلباء وطالبات معیاری تعلیمی اداروں میں تعلیم کے مواقع سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے، جو کہ ذہین اور باصلاحیت افراد کے ساتھ زیادتی اور ظلم کے مترادف ہو گا۔

6. تعلیم سب کے لیے

توحید کی بنیاد پر پیش کردہ مساوات اور یکجہتی پر مبنی نظام کی عملانفاذ کے لئے بلا تخصیص مذہب، فرقہ، رنگ نسل تمام شہریوں کے لئے بنیادی تعلیم سے لے کر اعلی تعلیم اور تحقیق کے سارے دروازے کھلے رکھنا ضروری ہے۔ توحید کی بنیاد پر اک جدید اسلامی فلاحی معاشرے میں معیاری تعلیم صرف کسی مخصوص طبقے، یا اشرافیہ کے لیے نہیں بلکہ تمام طبقوں کے لیے ہونی چاہئے۔ جس میں مرد وزن کی تعلیم، تعلیم بالغاں، بچوں کی تعلیم،، غیر مسلموں کی تعلیم اور کسی بھی لحاظ سے محروم یا اقلیتی گروہ کی تعلیم وتربیت یکساں اہمیت رکھتی ہے۔

7. یکساں تعلیم

چونکہ اقبال کے نزدیک توحید کی اصل روح مساوات محمدی ﷺ اور یکجہتی ہے۔ اسلامی ریاست کے اندر نظام کی تشکیل کے لیے اسی مساوات اور یکجہتی کی بنیاد پر نظام زندگی کی تشکیل کے لیے اقبالؒ نے اپنی نظم و نثر اور تحریر و تقاریر کے ذریعے متعدد بار اظہار خیال فرمایا۔

اُٹھو! مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ اُمَرا کے در و دیوار ہِلا دو
گرماؤ غلاموں کا لہُو سوزِ یقیں سے
کُنجشکِ فرومایہ کو شاہیں سے لڑا دو
سُلطانیِ جمہور کا آتا ہے زمانہ
جو نقشِ کُہن تم کو نظر آئے، مِٹا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسّر نہیں روزی
اُس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے
پِیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھا دو35

اقبال کے افکار کی روشنی میں معاشرتی اور معاشی انصاف (Economic Justice) کے تصورات اس وقت تک روبہ عمل نہیں لائے جاسکتے، جب تک طبقاتی نظام چاہے وہ سرمایہ داری، جاگیر داری ہو یا ملائیت کا ادارہ ہی کیوں نہ بے اثر نہ کر دیا جائے۔ اشرافیہ اور طبقاتی نظام کے ان سارے پرانے نقشوں اور غلامی کے بندھنوں کو توڑ دینے اور جاہلیت کے سارے نظاموں اور سلاطین و ملوک سے نجات اور اسلامی مساوات پر مبنی سلطانی جمہور کو اقبالؒ وقت کا تقاضا سمجھتے ہیں۔ اقبال غلامی اور شخصیت پرستی کے ان بندھنوں سے نکلنے اور توحید کے نور سے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے نظام کو سنوارنے کا پیغام دیتے ہیں۔ اس لیے طبقاتی نظام سے پاک ملی یکجہتی اور اسلامی مساوات پر مبنی معاشرہ کی تشکیل و ترویج کے لیے سب کے لیے یکساں تعلیمی نظام و نصاب از حد ضروری ہے۔

8۔ علم الاشیاء کی ترویج

اقبال نے قرآن کی روشنی میں خالق اور مخلوق، انفس اور آفاق روح اور بدن، زمان اور مکان، عقل اور دل، جزو اور کل، ذرہ اور خورشید الغرض علم الاسماء کی حقیقت جاننے کوشش کی ہے۔

مدعائے علم الاسماء ستے
سرِّ سبحان الّذی اسرا ستے36

وہ علم الاسماء کا مقصود وہ مدعا ہوتا ہے، وہ (نائب خدا)؛ سبحان الذی اسریٰ کا بھید (راز) ہوتا ہے35۔ یہ واقعہ اسراء نائب حق کی آگاہی اور کائنات کے بھیدوں کو سمجھنے کے لیے ہے کہ وہ معراج انسانیت کو بھی سمجھ کر نیابت الٰہی کا حق ادا کر سکتا ہے۔36

اللہ نے اسی علم کی وجہ سے حضرت آدم کو فرشتوں سے بھی معتبر اور اپنانائب ٹھہرایااور ابتداء سے یہ واضح تعلیم دی کہ کائنات میں موجود چیزوں کو سمجھوگے تو معتبر ٹھہروگے۔ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کلھا 38(ترجمہ:"اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھلا دئے") 40

علم الاسماء سے مراد اشیائے کائنات کے نام ہیں اور تمام اشیاء کے ناموں سے مراد اُن کی حقیقت کا علم ہے اور اسی علم الاشیاء کی وجہ سے ہی حضرت آدم فرشتوں سے بھی معتبر ٹھہرا اور زمین میں خدا کا نائب مقرر ہوا گویا انسانیت کو خالق کی نیابت اور زمین کی خلافت کا یہ عظیم مقام بھی علم ہی کی وجہ سے ملا۔ تعلیمی نظام کی بنیادی خوبی بھی یہ ہونی چاہیے کہ انسان نہ صرف اپنی ذات بلکہ آفاق میں پھیلی ہوئی چیزوں کی حقیقت کو پہچانے اور سمجھے۔ اسی علم اور علم پر عمل کی وجہ سے انسان کتنا اونچا مقام پا سکتا ہے اس کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔ یہ عزت اور اونچا مقام بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آیا کہ آپ خالق کائنات کی خصوصی دعوت پر سات آسمانوں سے بھی اوپر اللہ کے مہمان بنے جہاں مقرب فرشتے بھی نہ پہنچ پائے۔ اقبالؒ نے اپنے شعر میں قرآن پاک کے اس آیت مبارکہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے"سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ البَصِيرُ " 41 ترجمہ:"پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کو ہماری برکت نے گھیر رکھا ہے تاکہ اس کو کچھ اپنی قدرت کے نمونے دکھلائیں وہی ہے سننے والا دیکھنے والا۔"42 اقبال نے انسان کی عظمت کی گواہی قرآن پاک کی آیت مبارکہ سے دے کر پیغام دیتے ہیں کہ خالق سے تعلق مضبوط بنا کر ہی اشیاء کے اسرار کو بھی صحیح معنوں میں سمجھ سکتے ہیں۔

ہر چہ می بینی ز انوارِ حق است
حکمتِ اشیا ز اسرارِ حق است 43

جو کچھ تو دیکھتا ہے وہ سب اللہ تعالی کے انوار سے ہے، اشیاء کی حقیقت حق کے انوار میں سے ہے۔44اس لیے انسان کو چاہئے کہ وہ نظام فطرت کا بغور مطالعہ کرے۔

ہر کہ آیاتِ خدا بیند حُراست
اصلِ ایں حکمت زحکمِ اُنظُر است 45

کائنات میں پھیلی ہوئی خالق کے پیدا کردہ اشیاء کو سمجھنے کی کوشش خالق کا حکم ہے اور دنیا نے اس حکم کی تعمیل کی وجہ سے ہی ترقی کی-اقبالؒ یورپ کی مادی ترقی کو علم اشیاء کی مرہون منت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

علم اشیاء داد مغرب رافروغ
حکمت او ماست می بندد ز دوغ
جان ما را لذّت احساس نیست
خاک رہ جز ریزہ ی الماس نیست47

علم اشیاء نے ہی مغرب کو ترقی دی۔ یہ علم وحکمت چھاچھ سے پنیر جماتی (بناتی) ہے، مراد مشکل باتیں بروئے کار لاتی ہے۔ ہماری جان میں احساس کی لذت نہیں ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ کن راستوں میں بچھی ہوئی خاک، خاک نہیں ہے بلکہ قیمتی ہیروں کے ریزے ہیں۔ تجسس اور تحقیق کی بدولت مٹی سے سونا نکالا جا سکتا ہے48

8. تخصصات

ہر انسان کے بس میں نہیں کہ وہ فقیہ، مفکر، معلم شاعر سائنسدان ہی بنے یا تمام علوم پر دسترس اور مہارت حاصل کرے۔ اس لیے اسلام نے جہاں بنیادی تعلیم سب کے لیے لازم قرار دیا ہے تخصص سب کے لیے لازم قرار نہیں دیا بلکہ معاشرے کے ہر گروہ میں سے مناصب اور مخصوص لوگ ہی علم کے حصول اور دین میں مہارت اور تخصص کے لیے نکلیں۔ قرآن میں لفظ دین نظام زندگی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ نظام زندگی سے متعلق جو بھی علم نافع ہے وہ دینی علم ہے۔ دین کی بنیادی تعلیم سب پر فرض ہے مگر تخصص مہارت اور مزید تحقیق سب پر لازم نہیں۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ" 47۔ ترجمہ: اور ایسا ہو نہیں سکتا کہ سارے مسلمان اپنے گھروں سے نکلیں، کیوں نہ نکلیں ہر گروہ میں سے ایک معتدبہ حصہ تاکہ دین میں سمجھ پیدا کریں اور جب اپنی قوم کی طرف واپس آئیں تو ان کو ڈرائیں تاکہ وہ بچتے رہیں۔50

اقبالؒ کی پیش کردہ توحید کی بنیاد پر معاشرے کی تشکیل نظام تعلیم میں تخصص اور تحقیق کو اولین درجہ دیے بغیر ناممکن ہے۔ چاہے فقہی مسائل ہوں یا نظام معیشت، معاشرت یا نظام عدل یا جو بھی نظام ہو۔ نظام ہائے زندگی کو توحید سے ہم آہنگ کرنے اور رجال کار تیار کرنے کے لیے نہ صرف مناسب تعداد میں رجال کار بلکہ تعلیمی و تحقیقی اداروں کا قیام بھی از حد ضروری ہے۔ آپ کی زندگی کے آخری دنوں میں دارالسلام پٹھانکوٹ کا قیام دراصل تعلیم کے ساتھ تحقیق کا ادارہ تھا جس سے اقبال کی دلچسپی اور سید مودودیؒ کا انتخاب اور انہیں وہاں مکمل طور پر منتقل ہونے کی ہدایت تھی اور خود بھی دارالسلام کے لیے اپنا قیمتی وقت مختص کرنے کا عزم اور دارلسلام کے معاملات خاص کر فقہ اسلامی کی تشکیل اور ہندوستان کے مسلمانوں کی رہنمائی پر مشاورت کے لیے سید مودودیؒ کا شدت سے انتظار آپ کی نظر میں ایک ایسے دینی ادارے کی ضرورت اہمیت اور افادیت کو واضح کرتا ہے جو تعلیم و تربیت اور تحقیق و تخصص میں نمایاں ہو۔51

نتائج وسفارشات

مفکر پاکستان کے پیش کردہ تصور توحید کی روشنی میں پاکستان کے اندر انسانی نظام کی اصلاح، تعلیمی نظام کی تجدید کے بغیر ادھورا ہے اس لیے اولین فرصت میں نظام تعلیم کی تجدید اور تشکیل درجہ ذیل خطوط پر کی جائیں۔

1. فکر اقبالؒ کی روشنی میں قرآن کو تعلیم کا بنیادی محور بنا کر کم از کم تجوید، ترجمہ اور آسان تفسیر ہر مسلمان طالب علم کے لیے لازمی قرار دیا جائے۔

2. حضرت علامہؒ کی نظر میں تعلیم کا اصل مقصد صرف معلومات اور مہارتوں کا حصول نہیں بلکہ حقیقی مقصد انسانی سیرت و کردار کی تعمیر و تربیت ہے۔ اس لیے تعلیمی نظام کو قرآن و سنت کے تابع کر کے ایسا نظام وضع کیا جائے کہ نوجوانوں میں خداشناسی اور خودشناسی و خودی کی پرورش کے ذریعے شاہین جیسی بلند پروازی، قناعت، درویشی، دور اندیشی اور تخلیق و جہد مسلسل کے مومنانہ اوصاف حمیدہ پیدا ہوں۔

3. فکر اقبالؒ کے مطابق توحید کی اصل روح مساوات اور یکجہتی ہے اس لیے طبقاتی نظام تعلیم کا مکمل خاتمہ اور تمام شہریوں کے لیے یکساں نصاب و نظام اور بلا معاوضہ تعلیم اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔

4. اقبالؒ دینی اور دنیاوی تعلیم کی تفریق کے خاتمے کا داعی ہیں اس لیے یکساں نصاب اور نظام کے ذریعے تعلیم کی اس طرح تجدید و تشکیل ضروری ہے کہ ملا اور مسٹر کی تفریق اور ان کے الگ الگ ادارے ختم ہوں اور یونیورسٹی کی سطح پر تخصصات کو فروغ دے کر ہر ایک شعبے کے الگ الگ ماہرین اور رجال کار پیدا کئے جائیں۔

حوالہ جات

1۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال (ضرب کلیم) مکتبہ دانیال اردو بازار لاہور ص:626

2 رفیع الدین ہاشمی، علّامہ اقبالؒ اور سیّد مودودیؒ ماہنامہ ترجمان القران ستمبر ۲۰۲۰ ص 57،58

3۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال مکتبہ دانیال (اسرار خودی ص (39)

4۔ ایضا

5۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال، (بال جبریل) ص:466

6۔ ایضا۔

7۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال، (ضرب کلیم) ص:694

8۔ اقبال، بانگ درا خطاب بہ نوجوانان اسلام، الفیصل ناشران و تاجران کتب، ص 322

9۔ حمید اللہ شاہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال شرح کلیات اقبال (ضرب کلیم, دین و تعلیم) ص 694

10۔ ظفر حجازی، علامہ اقبال اور نظام تعلیم کی اسلامی تشکیل https://aalamahiqbal.blogsky.com/1392/06/27/post-55

11۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال (بانگ درا) ص:294

12۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال، (ضرب کلیم) ص:694

13۔۔ ایضا

14۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال (بانگ درا) ص:296

15۔ اقبالؒ، (ارمغان حجاز) درا الفیصل ناشران و تاجران کتب، ص 770

16۔ اسرار زیدی، کلیات ارمغان حجاز، ص 902

17۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال بال جبریل، ص:421

.18۔ ایضا

.19 اسرار زیدی، کلیات ااقبال (ضرب کلیم) ص: 694

20 ۔ ایضا

21۔ رفیع الدین ہاشمی، علامہ اقبال مسائل و مباحث، ڈاکٹر سید عبد اللہ کے مقالات ص 35 ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی دین و تعلیم سنڈے میگزین 07 اپریل 2017

22۔ فتح محمد ملک ، علامہ اقبال اور اسلام کا سیاسی نظام ماخوذ از مرآۃ العارفین انٹرنیشنل اپریل 2016

23۔ ایضا

24۔ القرآن سورۃ ص آیت-29

25۔ فہم القرآن۔ ناشر؛ کریکٹر ایجوکیشن فاندیشن ہاوس نمبر 400 سٹریٹ نمبر 18 بلک ڈی۔ پی ڈبلیو ڈی اسلام آباد۔ ص 46۔

26۔ الف دال۔ نسیم، کلیات اقبال (رموز بیخودی) عثمان پبلیکیشنز اردو بازار لاہور ص 195

27۔ احمد مشتاق گنائی http://www.zindgienau.com/Issues/2017/September2017/images/unicod.

28۔ ڈاکٹر الف دال۔ نسیم، کلیات اقبال (اسرار رموز) عثمان پبلیکیشنز اردو بازار لاہور ایضا ص 411

29۔ ایضا

30۔ اسرار زیدی، کلیات اقبال (ضرب کلیم) ص:759

31۔ کلیات اقبال ص357

32۔ حوالہ ویکیپیڈیا آزاد دائرہ معارف اسلامیہ اقبال کا تصور تعلیم

33۔ کنز العمال علم کا بیان حدیث نمبر 28651

34۔ ایضا

35۔ اسرار زیدی، بال جبریل فرمان خدا ص503

36۔ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، کلیات اقبال (اسرار خودی، ص:80

37۔ ایضا ص81

38۔ ملیسانی گوہر، اقبالؒ اور معارف اسلام راحیل پبلیکیشنز کراچی پاکستان ص383

39۔ سورہ بقرہ: آیت 31

40۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن سورہ بقرہ: آیت 31

41۔ معارف القرآن الِاسراء آیت نمبر 1

42۔ ایضا

43۔ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال (پس چہ باید کرد) ص945

44۔ ایضا

45۔ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال (مسافر مثنوی) ص945

46۔ ایضا

47۔ پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال (پیام مشرق) ص281

48۔ ایضا

49۔ سورالتوبۃ 1یت نمبر 122

50۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری، منہاج لقرآن، سورۃ التوبہ آیت 122

51۔ اسعد گیلانی، اقبال دار السلام اور مودودیؒ، اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور 1978، ص:23